۲۲ اپریل ۱۹۷۴ء

ہفتہ وار

# ہماری زبان

جلد ۳۳ | انجمن ترقی اردو ہند (علی گڑھ) | شمارہ ۱۶

ٹیلیفون ۹۲۲
فون نمبر ۲۹
اڈیٹر
خلیق انجم
اسسٹنٹ اڈیٹر
سیّد تفضل حسین
اشاعت کی تاریخیں
۱، ۸، ۱۵، ۲۲
قیمت سالانہ چھ روپے
قیمت فی کاپی ۲۰ پیسے

اداریہ

## اردو مصنفوں کو انعامات

اگرچہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے ابھی تک اردو والوں کے بنیادی مطالبے تسلیم نہیں کئے ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اردو کے لئے اُن کے مخالفانہ یا بے تعلق کے رویے میں نمایاں فرق ہوا ہے۔ گویا اردو کے حق میں فضا پہلے سے کچھ بہتر ہے اس کا ثبوت غالب انسٹی ٹیوٹ اور اترپردیش اردو اکیڈمی کی سرگرمیاں ہیں۔

### غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی

اس انسٹی ٹیوٹ نے نئی دہلی میں ایوانِ غالب کے نام سے غالب کے شایانِ شان ایک شاندار عمارت تعمیر کی ہے۔ بنیادی طور پر اس کی سرگرمیاں غالب تک محدود ہیں غالب اور غالب کے عہد اور معاصرین کے متعلق مطبوعہ اور قلمی کتابیں اور ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کی لائبریریوں میں محفوظ بعض نایاب کتابوں کی مائکروفلمیں اور زیروکس کی کاپیاں دستیاب کی جارہی ہیں۔ غالب کے ہاتھ کی کچھ تحریریں بھی حاصل کی گئی ہیں۔ ایک میوزیم بھی بنایا جارہا ہے۔ جس میں غالب اور ان کے عہد سے متعلق چیزیں جمع کی جائیں گی۔

انسٹی ٹیوٹ نے اردو کے جن تین ادیبوں کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ۱۹۷۳ء کے لئے پانچ پانچ ہزار روپے کے انعامات دیئے ہیں، اُن کے نام ہیں، جناب کلیم الدین احمد، جناب آنیان چند جین اور قاضی عبد الستار صاحب۔ اس کے علاوہ اسکول اور کالج کے طلبہ کا غالب پر تحریری مقابلہ کرایا گیا اور بہترین مضامین لکھنے والے چار طلبہ کو بھی انعامات دیئے گئے۔

## انجمن ترقی اردو (ہند) کے مرکزی دفاتر کی دہلی کو منتقلی

انجمن ترقی اردو (ہند) کے تمام شعبے ۱۵ مئی ۱۹۷۴ء کو دہلی منتقل ہو جائیں گے۔ انجمن اور اس کے متفرق شعبہ جات سے متعلق خط وکتابت آئندہ ذیل کے پتہ پر کی جائے۔

جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو (ہند)
۱۲۴۶ - کلاں محل، دہلی ۱۱۰۰۰۶

ہمارا خیال ہے کہ طلبہ میں غالب اور اردو ادب سے دلچسپی پیدا کرانے کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ غرض برصغیر ہند و پاک میں یہ اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے جہاں اردو کے کسی ایک شاعر پر اتنا بڑا کام کیا جا رہا ہے۔

## اتر پردیش اردو اکیڈمی

اتر پردیش اردو اکیڈمی دو تین سال سے ادیبوں کو بے شمار انعامات دے رہی ہے کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں انعامات دینے سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ انعامات اردو کے بعض مصنفوں کی ادبی خدمات کا اعتراف بھی ہیں اور کچھ مصنفین کی مالی مدد بھی۔ اکیڈمی کے انعامات ہی کی وجہ سے اردو میں چھپنے والی کتابوں کی تعداد ہر سال بڑھتی جا رہی ہے۔

اس سال اکیڈمی نے اکیانوے کتابوں پر پانچ ہزار سے لے کر پانسو روپے تک کے انعامات دیے ہیں ان انعامات کے ذریعے ایک لاکھ تین ہزار روپے کی رقم اردو مصنفین میں تقسیم کی جائے گی، اکیڈمی کا دائرہ کار خاصا وسیع ہے۔ وہ مصنفین کو کتابیں شائع کرنے اور لائبریریوں کو کتابیں خریدنے کے لئے بھی مالی مدد دیتی ہے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی کی ایک اہم خدمت یہ بھی ہے کہ وہ بعض معذور یا بیمار ادیبوں کو ماہانہ وظیفے کے طور پر رقم دیتی ہے۔

اکیڈمی انعامات کی رقم چیک کے ذریعے مصنفین کو بھیجتی ہے۔ ہمارے خیال سے بہتر یہ ہوگا کہ لکھنؤ، دلی، علی گڑھ، کلکتہ اور حیدر آباد میں جلسے کرکے یہ انعامات تقسیم کئے جائیں، تاکہ ادیبوں کو یہ احساس ہو کہ انھیں اعزاز دیا گیا ہے صرف مالی مدد نہیں۔

غالب انسٹی ٹیوٹ میں اردو نہ جاننے والے بالغوں کے لئے اردو تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے خوشی کی بات ہے کہ خاصی تعداد میں طلبہ نے اس کلاس میں داخلہ لیا ہے۔ اردو کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے۔ ہماری تمنا ہے کہ اردو کی ہر انجمن اور ہر ادارہ اپنی دوسری سرگرمیوں کے ساتھ اردو تعلیم کا بھی انتظام کرے۔ تاکہ وہ نسل جو پچھلے پچیس برسوں میں اپنی قومی اور تہذیبی ورثے سے محروم ہو گئی ہے۔ اردو سے تھوڑی بہت آشنا ہو سکے۔

---

## علوم معاشرت کی لغت کی ترتیب

علی گڑھ۔ ابن فرید اپنے شریک کار ڈاکٹر محمد حسین زجاج (تہران) کے تعاون سے انگریزی اور جدید فارسی میں علوم معاشرت کی لغت ترتیب دے رہے ہیں جو تہران (ایران) ہی سے شائع ہوگی یہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی لغت ہوگی اس لغت میں انگریزی اصطلاحات کے مترادف فارسی اصطلاحات دی جائیں گی اور اس کے ساتھ ہر اصطلاح کی تعریف و تشریح فارسی زبان میں کی جائے گی۔ توقع ہے کہ یہ لغت ۱۹۷۵ء کے وسط تک مکمل ہو جائے گی۔ • نامہ نگار

## میرا شہر میرے لوگ کی اشاعت

جناب طلیب انصاری کی نئی تصنیف میرا شہر میرے لوگ زیر اہتمام ولا اکیڈمی حیدر آباد شائع ہو گئی ہے۔

اس کتاب میں شہر حیدر آباد کی اکیس ممتاز ادبی شخصیتوں کے خاکے شامل ہیں۔ • نامہ نگار

## شہاب جعفری اور آب حیات

نوجوان شاعر و نقاد جناب شہاب جعفری نے صحت یاب ہونے پر محمد حسین آزاد کے "آب حیات" کو اسٹیج کرنے کی دوبارہ تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ وہ "آب حیات" کو ڈرامہ کی شکل میں اسٹیج کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

• مناظر عاشق سکریٹری بزم ادب

نیر اقبال

# کچھ زرتشتیوں کے بارے میں

اردو ادب شمارہ نمبر ۱ سنہ ۸۲ء میں جناب ڈاکٹر عبد العلیم نامی کا ایک مقالہ زرتشتیان بمبئی کے بارے میں شائع ہوا ہے۔

فاضل مصنف نے اصل مقالے سے پہلے موضوع کا تعارف پیش کیا ہے مگر یہ تعارف بہت مختصر ہے۔ اختصار بذات خود ایک بڑا وصف ہے لیکن اس تعارف میں بہت زیادہ اختصار برتنے کی وجہ سے کئی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ مثلاً

(۱) پارسیوں کی ہندوستان میں آمد کے وقت کے سلسلہ میں انھوں نے لکھا ہے۔

"ہندوستان میں ان کی آمد آٹھویں
صدی عیسوی میں شروع ہوئی .... جہاں
ہر جگہ پر ایک نئے راجہ کی حکومت تھی مگر
مجموعی طور پر مغل ملک کے حکمراں تھے۔"

اس بات سے یہ مغالطہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان میں آٹھویں صدی عیسوی میں آئے اور اس وقت ہندوستان میں مغلوں کی حکومت تھی۔ یہ بات تو درست ہے کہ پارسی ہندوستان میں آٹھویں صدی عیسوی کے قریب قریب ہی آئے لیکن یہ بات صحیح نہیں کہ اس وقت ہندوستان میں مغلوں کی حکومت تھی۔ اس زمانے کا ہندوستان ہرش وردھن کی حکومت ختم ہونے کے بعد چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا اور سیاسی اور مذہبی انتشار کا شکار تھا۔ شمال میں عربوں کے حملے بھی اسی زمانے کے قریب قریب شروع ہوئے ہیں۔

ہندوستان میں مغل حکومت تو پارسیوں کے آنے کے تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ صدیوں بعد سولہویں صدی عیسوی میں قائم ہوئی ہے۔

مختلف ماخذوں سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدا میں انھوں نے گجرات کے نواحی علاقوں میں گمنامی کی زندگی گزاری اس کے بعد حالات بہتر ہوتے گئے۔ پندرھویں صدی کے نصف اول تک وہ خاصے بااثر ہو چکے تھے اور دکن پر حملہ کرنے والے مسلمانوں کا ہندو راجاؤں کے ساتھ مل کر مقابلہ کرتے تھے اس وقت انھوں نے ہندوستان کے ایک اہم فرقہ کی حیثیت حاصل کر لی تھی چنانچہ ان کا تذکرہ ہندوستان میں آنے والے اکثر یورپی سیاحوں نے بھی کیا ہے۔ ان کی مختلف صوبوں کی مردم شماری اور مختلف اہم افراد کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ مجموعی طور پر انگریزوں کی آمد سے پہلے تقریباً نو صدیوں تک ان کی حیثیت ایک دیہی طبقہ کی سی رہی۔ انگریزوں کی آمد کے بعد وہ شہروں کی طرف منتقل ہوئے۔

(۲) پارسیوں کے ایران چھوڑنے کی وجہ کے بارے میں بتایا ہے۔

"جن زرتشتیوں نے اسلام قبول نہیں کیا
وہ ہندوستان چلے آئے۔"

یہ بات بھی تاریخی حقائق کی روشنی میں زیادہ قابل قبول نہیں معلوم ہوتی۔ تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ خلفاء راشدین اور امیر معاویہ نے ان کا معاشی نظام جوں کا توں پرانے ساسانی "دہقان سسٹم" کے مطابق برقرار رکھا تھا۔ اور ان کے مذہبی معاملات سے بھی مجموعی طور پر جزیہ عاید کرنے کے سوا کوئی تعرض نہیں کیا تھا جن لوگوں نے جنگوں میں عملی حصہ نہیں لیا تھا ان کو عام طور پر امان دیدی گئی تھی معاشی نظام جوں کا توں برقرار رہنے کی وجہ سے اوپری سطح پر ساسانی حکومت ختم ہو جانے اور اسلامی حکومت قائم ہو جانے کے باوجود نچلی سطح پر وہ لوگ خاصے طاقتور رہے۔

پارسیوں کے ایران چھوڑنے کی وجہ خالص جنگی معلوم ہوتی ہیں۔ تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ عموماً پارسیوں نے تین حالتوں میں ایران چھوڑا ہے۔

(الف) یزدگرد کی مکمل شکست کے بعد اس کے ساتھیوں نے جنگی قیدی بننے سے بچنے کے لئے راہ فرار اختیار کی۔

(ب) اموی زمانے میں اسلام کی اندرونی شورشیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ ان شورشوں میں ایران کا زبردست ہاتھ رہا ہے۔ ان تمام ہنگاموں میں مسلمانوں کے ساتھ وہاں کے غیر مسلموں نے پورے طور پر حصہ لیا۔ یہ تمام شورشیں مسلم اور غیر مسلم کی تخصیص کے بغیر سختی سے دبائی گئیں ان میں حصہ لینے والے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو ہی جان بچانے کے لئے وہاں سے بھاگنا پڑا۔ تارا چند نے ماشن کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہندوستان کے جنوبی ساحلوں پر بسنے والے مسلم خاندان اسی غدر کی یادگار ہیں۔

(۲) عباسی دور میں مغلوں کے حملے ہوئے۔ اس زمانے میں بھی بڑی تباہی پھیلی۔ انھوں نے سر کے گنبد بنانے کے لئے [illegible] کے سر استعمال کئے۔ اس زمانے میں بھی لوگ ایران سے فرار ہوئے۔

(۳) اس کے بعد لکھا ہے: "چندے بعد" یورپین تاجر آئے۔ یہاں "چندے بعد" بظاہر پارسیوں کی آمد کے بعد مراد ہے۔ تو یورپی لوگ ہندستان میں پارسیوں کے چندے بعد نہیں صدیوں بعد آئے۔

اگر "چندے بعد" کا تعلق "مغلوں" کی آمد سے ہے تو یورپی مغلوں سے "چندے پہلے" آئے ہیں "چندے بعد" نہیں۔

واسکوڈی گاما سنہ ۱۴۹۸ء میں کالی کٹ کے ساحل پر اترا اور بابر نے اس کی آمد کے ۲۸ سال بعد ۱۵۲۶ء میں دلی فتح کی۔ ہندستان میں واسکوڈی گاما کے آتے ہی یورپی لوگوں کی آمد کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا اور انھوں نے چند برسوں کے اندر ہی اندر مالابار کے عرب مسلمانوں کو جو اسلام کے بالکل ابتدائی دور میں ہی عرب اور ایران سے نکلے تھے اور مالابار میں بس گئے تھے شکست دے کر گوا میں حکومت قائم کرلی۔ چاروں طرف تجارتی کوٹھیاں قائم ہو گئیں عیسائیت کی ترویج کے مرکز قائم ہو گئے، اسکول اور سیمنریاں قائم ہو گئیں۔ ۶ مئی ۱۵۴۲ء کو مشہور کیتھولک پادری ژویر نے جس وقت گوا پہنچ کر عیسائیت کے مراکز کا انتظام سنبھالا ہے اس وقت وہاں کی سیمنری میں سو بچے زیر تعلیم تھے۔ سولہویں صدی کے نصف اوّل میں سو بچوں والا اسکول بڑا اسکول کہلایا جاسکتا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب شمالی ہندستان میں مغل حکومت پوری طرح قائم بھی نہیں ہوئی تھی۔ ہمایوں شیر شاہ سے ہار کر دربدر مارا مارا پھر رہا تھا۔

(۴) "ابتدائی دور" کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

"عہد ساسانیاں میں پیروکاران زرتشت کو عروج حاصل ہوا۔ خسرو اوّل نے جو فوجی کامیابیاں حاصل کیں وہ تاریخ عالم میں خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ جو پیغمبر خدا نے شکر معبود ادا کیا کہ اس نے ان کو ایک انصاف پسند حکمراں کے عہد میں پیدا کیا۔"

خسرو اوّل صرف اپنی فوجی کامیابیوں کے لئے ہی مشہور نہیں ہے بلکہ اپنے عدل کے لئے بھی مشہور ہے اسی لئے نوشیرواں عادل کہلاتا ہے۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ حضور صلعم کی ولادت مبارک بھی اس کے عہد میں ہوئی تھی۔ لیکن جب حضور کا سن مبارک صرف ۹ سال کا تھا تب ہی اس بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ حضور کی ولادت ۵۷۰ء میں ہوئی اور نوشیرواں نے ۵۷۹ء میں انتقال کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ہرمز تخت پر بیٹھا وہ ایک غیر اہم سا بادشاہ گزرا ہے۔ ۵۹۰ء میں جب حضور کا سن شریف صرف بیس سال کا تھا اس کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد وہ کسریٰ تخت پر آیا جس کا تذکرہ قرآن پاک میں کیا گیا ہے۔ جو روم کے ساتھ اپنی لڑائیوں کے لئے مشہور ہے۔ پہلے عظیم فوجی کامیابیوں کے لئے اور پھر ذلت آمیز شکستوں کے لئے۔ یہ خسرو دوم تھا جو پرویز کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی بیوی شیریں تھی۔ یہ بادشاہ انتہائی مغرور، ناعاقبت اندیش اور عیاش تھا۔ اس کی ناعاقبت اندیشیوں نے ہی روم کے مقابلہ میں حاصل ہونے والی کامیابیوں کو ذلیل ترین شکستوں میں تبدیل کرایا۔ اور ساسانی حکومت کو اتنا کمزور کر دیا کہ وہ مسلمانوں کے سامنے چند سال بھی نہ ٹھہر سکی۔ یہی وہ شخص ہے جس نے حضور کا نامہ مبارک چاک کر دیا تھا اور حضور کی گرفتاری کا حکم بھیجا تھا۔ اسی کے متعلق سورہ الروم میں پیشین گوئی کی گئی تھی کہ جب روم کے مقابلہ میں ایران کو شکست ہونا شروع ہوگی اسی وقت سے مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح حاصل ہوگی۔

خسرو اوّل نے بھی باوجود عادل ہونے کے عربوں کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا تھا بلکہ یمن پر قبضہ کرلیا تھا۔ ایسی صورت میں حضور کا کسی بھی ساسانی بادشاہ کے لئے "شکر معبود کرنا" کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ خسرو اوّل کے انتقال کے وقت آپ صرف ۹ سال کے ہی تھے۔

(۵) یزدجرد۔ انھوں نے یزدگرد سوم کا نام یزدجرد لکھا ہے۔ یہ لفظ "یزدگرد" ہے۔ "یزدجرد" اس کی معرب شکل ہے۔ تمام یورپی مورخ اس کو یزدگرد ہی لکھتے ہیں۔ اردو میں شبلی نعمانی، سید ہاشمی فریدآبادی نے بھی اس کو یزدگرد ہی لکھا ہے۔ اس کے علاوہ لسانی اعتبار سے بھی قدیم فارسی (پہلوی) میں ج کی حیثیت کچھ بہت مستحکم نہیں تھی۔ یہ ژ، ز اور غ سے مبدل ہو جاتی تھی۔ PIE کے جو لفظ ج کی آواز رکھتے تھے وہ OP میں ژ، ز، غ کی آواز تبدیل کر لیتے تھے اس لئے اس کو یزدگرد لکھنا ہی درست ہے۔

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

## انجمن کی خبریں

### اردو کے طلبہ کو ہندی کے امتحانی پرچے

سنبھل، انجمن ترقی اردو سنبھل کے جنرل سکریٹری جناب سعادت صدیقی نے ریاستی حکومت اور اترپردیش اردو اکادمی کی توجہ اردو طلبہ کے ساتھ کی جانے والی مسلسل ناانصافیوں اور حق تلفیوں کی طرف دلاتے ہوئے اپیل کی ہے کہ اردو والوں کے ساتھ دھوکہ دہی اور مذاق کا یہ سلسلہ بند کیا جائے اور اردو مخالف سرکاری افسروں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

محکمہ تعلیم کا تازہ ترین کارنامہ یہ ہے کہ پرائمری درجات کے اردو طلبہ کو تمام مضامین کے پرچے ہندی میں دئے گئے ہیں جبکہ مسلسل یہ پرچار کیا جاتا رہا ہے کہ جن طلبہ کی مادری زبان اردو ہے انھیں تمام پرچے اردو میں حل کرنے ہوں گے۔

محکمہ تعلیم کو ایسے تمام طلبہ کے ساتھ رعایت برتنی چاہیے جو ہندی نہ جانتے ہوئے ہندی میں امتحان دینے کے لیے مجبور کئے گئے ہیں اور ان تمام ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے جو حکومت کے احکامات کی خلاف ورزی کر کے اردو طلبہ کو پریشان کرنے کی پالیسی پر عمل کرتے ہیں۔ • نامہ نگار

### انجمن ترقی اردو ضلع گیا کا مشاعرہ

دفتر انجمن ترقی اردو ضلع گیا میں انجمن کی ایک خصوصی شعری نشست منعقد ہوئی۔ جہاں خصوصی ظہیر غازی پوری نے اپنی متعدد غزلیں سنا کر سامعین کو محظوظ ہونے کا موقع دیا۔ ان کے علاوہ ادیبہ حسن ادیب، فرحت القادری، نسیم الحق گیاوی نے بھی اپنے کلام سے محفل کو رونق بخشی۔

• نسیم الحق گیاوی

### انجمن ترقی اردو سہسوان کے انتخابات

انجمن ترقی اردو سہسوان کے ایک انتخابی جلسہ میں مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر۔ سید عبدالحکیم رضوی۔ نائب صدر۔ حضور الحسن قریشی۔ سکریٹری۔ محمد اسمٰعیل قریشی۔ جوائنٹ سکریٹری۔ محمد ظہور الحسن۔ خازن۔ سید شرافت حسین نقوی۔

• محمد اسماعیل قریشی سکریٹری

## کتابیں ملیں

(تبصرے کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

**بہشت نظر**
رتن چند وردی
پنجاب اردو اکیڈمی ۳۲۹ سیکٹر ۲۱ ڈی چنڈی گڑھ
صفحات: ۲۹۶، قیمت: ۱۲ روپے

**فلسفہ اور ادبی تنقید**
ڈاکٹر وحید اختر
ڈاکٹر وحید اختر شعبہ فلسفہ، اے ایم یو علیگڑھ
صفحات: ۳۵۲، قیمت: ۱۲ روپے ۵۰ پیسے

**اردو لسانیات**
ڈاکٹر امیر اللہ خاں
چغتائی پبلشرز ۱۵۳ مفتی اسٹریٹ میرٹھ
صفحات: ۱۹۰، قیمت ۵ روپے ۵۰ پیسے

**رسالۂ قراءت**
ڈاکٹر قاری سید کلیم اللہ حسینی
میر احمد علی صاحب استاد دار القرات دار الدینیات ۴۹۹-۱-۲۲ بازار نور الامراء (بازار نور خاں) حیدرآباد-۲۴-اے-پی
صفحات: ۵۲، قیمت: ایک روپیہ

**اسوۂ حسنہ**
ڈاکٹر قاری کلیم اللہ حسینی
نیشنل فائن پرنٹنگ پریس حیدرآباد، مکتبہ دار القرات کمپنی کتاب ۵ کے مطابق
صفحات: ۵۴، قیمت: پچاس پیسے

**عطر گل**
خضر مرزا
ادبی سنگم جامعہ نگر دہلی ۲۵، کتب خانہ عزیزیہ اردو بازار دہلی
صفحات: ۱۲۷، قیمت: ۵ روپے

## اخباروں سے تراشے

### اردو کو مقبول بنانے کی ضرورت

نئی دہلی۔ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے اردو کو تمام فرقوں اور تمام مذہبوں سے تعلق رکھنے والوں میں مقبول بنانے پر زور دیا کیونکہ یہ زبان ایک یا دو ریاستوں کی نہیں ہے۔

انھوں نے غالب اکیڈمی کے زیر اہتمام غالب انعامات دیتے ہوئے اکیڈمی کی جانب سے کئے گئے کاموں کو سراہا اور کہا کہ جو انعامات دیئے جا رہے ہیں ان سے اردو زبان سے دلچسپی میں اضافہ ہوگا۔ خاص طور پر نوجوانوں میں جو ملک کے ثقافتی ورثہ کو بھولتے جا رہے ہیں۔ • قومی آواز۔ لکھنؤ

### آندھرا پردیش گورنمنٹ کا گزٹ اردو میں

حیدرآباد آندھرا پردیش کا سرکاری گزٹ ۲۰ مارچ کو پہلی مرتبہ اردو میں شائع ہوا ہے اس کا مولانا حافظ ابو یوسف ایم ایل سی نے خیر مقدم کیا ہے اور توقع ظاہر کی ہے کہ اسی طرح حکومت کے اہم اعلانات اردو میں شائع کئے جائیں گے۔ • الجمعیۃ۔ دہلی

### حیدرآباد میں فن خوشنویسی کا مرکز

حیدرآباد۔ ترقی اردو بورڈ کی جانب سے آج یہاں ایوان اردو میں مرکز خوشنویسی کا قیام عمل میں آیا جس کا افتتاح ڈاکٹر عبدالعلیم صدر ترقی اردو بورڈ دہلی نے کیا۔ ڈاکٹر عبدالعلیم نے اپنی افتتاحی تقریر میں حیدرآباد سے اپنی گہری وابستگی کا ذکر کیا اور کہا کہ بلاشبہ ادارہ ادبیات اردو علمی و ادبی کاموں میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اس ادارہ کی نگرانی میں خوشنویسی کا مرکز قائم کیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا ہندوستان کا فن خطاطی آج بھی زندہ ہے جبکہ اسلامی ممالک میں اس فن کی جگہ جدید ٹائپ نے لے لی ہے ترقی اردو بورڈ نے فی الحال دہلی اور بمبئی کے علاوہ حیدرآباد کو بھی فن خوشنویسی کا مرکز قرار دیا ہے اور توقع ہے کہ اس فن کی اعلیٰ قدروں کو برقرار رکھا جائے گا۔ • سیاست۔ حیدرآباد

### اردو کی ترقی میں مرکزی حکومت کے رویہ میں خوش آئند تبدیلی

حیدرآباد۔ ڈاکٹر عبدالعلیم صدر ترقی اردو بورڈ نے اس خیال کا

اظہار کیا کہ ملک میں اردو زبان کی ترقی اور ترویج کے سلسلے میں حکومت ہند کے رویہ میں ایک اثباتی نوعیت کی تبدیلی ہو رہی ہے۔ ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ایک پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے ڈاکٹر علیم نے مختلف اردو اداروں اور تنظیموں کی اس عام شکایت کو بڑی حد تک درست قرار دیا کہ اردو کے تعلق سے ابتک مرکزی حکومت کا رویہ سوتیلی ماں کا جیسا رہا لیکن انھوں نے وضاحت کی کہ اب ایسا نہیں ہے حکومت کی پالیسی میں وسیع تبدیلی ہو چکی ہے اور وہ اردو کے لئے بہت کچھ کر رہی ہے حکومت کو اردو زبان کی اہمیت کا پورا احساس ہے۔ انھوں نے کہا کہ اب یہ اندیشہ دلوں سے دور ہو جانا چاہیے کہ حکومت اردو زبان کی حوصلہ شکنی کرتی ہے اس کے برعکس حکومت نے اردو کی ترقی کے لئے کئی اہم اقدامات کئے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ تین چار ماہ قبل ترقی اردو بورڈ کی تنظیم جدید کی گئی تاکہ اس کو ایک موثر ادارہ بنایا جائے۔ انھوں نے کہا کہ اردو بورڈ کا اصل کام یہ ہے کہ اردو داں عوام میں مادری زبان کے ذریعہ جدید علوم و فنون کی اشاعت کی جائے۔ مختلف عمر کے بچوں کے لئے بورڈ باتصویر عصری طرز کی کتابیں بھی شائع کر رہا ہے۔ بورڈ کا مقصد یہ ہے کہ سائنس اور مختلف جدید علوم و فنون کی عام فہم کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کرے تاکہ اردو کو مالا مال کیا جا سکے۔ انھوں نے بتایا کہ بورڈ نے آندھرا پردیش میں کالج سطح کی اردو درسی نصابی کتابوں کی اشاعت کا کام سنبھال لیا ہے اور اس غرض کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ ڈاکٹر علیم نے بتایا کہ اردو میں وضع اصطلاحات کا کام جاری ہے اب تک بیس ہزار اصطلاحات [illegible] جا چکی ہیں مزید پچاس ہزار اصطلاحات کو سال رواں کے آخر تک ۔۔ک دی جائے گی۔ انھوں نے مزید کہا کہ درسی مقاصد کے لئے چھ سو کتابیں انگریزی ترجمہ کے لئے انتخاب کیا گیا ہے ان کے علاوہ براہ راست اردو میں ۳۵ کتابیں لکھی جا چکی ہیں جن میں سے اسکولس کی ۹ کتابیں شائع ہو چکی ہیں مزید عام کتب عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آئیں گی۔ انھوں نے بتایا کہ بورڈ نے مختلف اداروں کے اشتراک و تعاون سے کئی منصوبے شروع کئے ہیں اور ۱۲ جلدوں میں اردو انسائیکلوپیڈیا مرتب کرنے کا کام ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد کے سپرد کیا گیا ہے۔ انھوں نے مزید بتایا کہ بورڈ نے بمبئی، دہلی اور حیدرآباد میں فن خوشنویسی کے ادارے بھی قائم کئے ہیں۔ اور حیدرآباد میں اس شعبہ کو چلانے کا کام ادارہ ادبیات اردو کے حوالے کیا گیا ہے موصوف نے بتایا کہ بورڈ نے دہلی میں ایک اردو ٹائپ رائٹنگ سنٹر بھی قائم کیا ہے جس کو غالب اکیڈیمی کا تعاون حاصل ہے۔ پروفیسر فضل الرحمن بھی پریس کانفرنس میں شریک تھے۔ انھوں نے کہا کہ اردو کو اپنا حقیقی مرتبہ اور جائز مقام صرف اسی وقت حاصل ہو سکے گا جبکہ اس کو قانون ساز عدالتوں اور نظم و نسق کے شعبوں میں بھی استعمال کیا جانے لگے گا۔ • سیاست حیدرآباد

## اردو زبان کو قانونی حیثیت دینے کا مطالبہ

حیدرآباد۔ جناب سید رحمت علی ڈپٹی اسپیکر نے اردو زبان کو سرکار کی طرف سے قانونی حیثیت دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ سارے ملک میں گزشتہ (۲۵) سال سے اس زبان کے ساتھ مسلسل ناانصافی روا رکھی گئی ہے۔ آندھرا پردیش ایک مثالی ریاست ہے جہاں پر اردو زبان کو پروان چڑھانے کے لئے ریاستی سطح پر اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ • سیاست حیدرآباد

## اردو طلبہ کا شمار

لکھنؤ۔ اترپردیش اردو ٹیچرس ایسوسی ایشن نے اپنی تمام ذیلی شاخوں سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں اردو میڈیم اور اردو زبان کی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد نیز اسکول اور مدرسین کے نام جلد سے جلد بھیج دیں کیونکہ محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسران و حکومت سے اردو اساتذہ کی مستقلی کے بارے میں چلنے والی گفت و شنید مکمل اعداد و شمار نہ ملنے کی وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے۔ • الجمعیۃ دہلی

## دوسرے اداروں کی خبریں

### شعبۂ اردو راجستھان یونیورسٹی میں بزم مذاکرہ

شعبۂ اردو راجستھان

یونیورسٹی جے پور میں ایک بزم مذاکرہ زیر صدارت ڈاکٹر محمد علی زیدی صدر شعبۂ اردو منعقد کی گئی۔ ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی صدر شعبۂ اردو دہلی یونی ورسٹی نے خصوصی مہمان کی حیثیت سے شرکت فرمائی۔ ڈاکٹر محمد علی زیدی نے مہمان خصوصی کا تعارف کرایا۔ اس موقع پر ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی نے ادبی تحریکوں کے پس منظر میں ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی کا اجمالی جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ ہر ادب زندگی کی ترجمانی کرتا ہے خواہ وہ کسی بھی دور سے متعلق ہو۔ اردو ادب نے خاص طور سے زندگی کے مسائل کی عکاسی کی ہے۔

بحث میں حصہ لیتے ہوئے یاد علی جعفری نے کہا کہ "زندگی کی ہر حقیقت کی ترجمانی کرنا ادب کا کام نہیں۔" عارف جے پوری نے اظہاری آرٹ کے متعلق کہا کہ غور سے دیکھا جائے تو اسے ترقی پسندی کا قرب حاصل نہیں ہے۔

ڈاکٹر فضل امام نے ادب کے اخلاقی رجحانات کا محاکمہ کرتے ہوئے کہا کہ "اخلاقی ادب جغرافیائی اور تاریخی اعتبار سے مختلف اقدار حیات کا مالک ہوا کرتا ہے جس کے لئے قطعیت کے ساتھ کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی ہے۔"

ڈاکٹر محمد علی زیدی نے مذاکرہ کا اختتام کرتے ہوئے ادب اور حسن، ادب اور حقیقت کی وابستگی پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ادب ایک سیال حقیقت کا نام ہے جسے ہم عبادت خانوں میں محفوظ نہیں رکھ سکتے ہیں۔ زندگی سے ادب کو قریب تر بنانے کے لئے جدید موضوعات اور تجربات سے کام لینا ہوگا۔

• بشیر احمد سکریٹری

### پروفیسر گور بکر کی نئی تالیف طوطیان ہند کا رسم اجراء

ایران کلچر ہاؤس بمبئی میں قونصل جنرل ایران نے ڈاکٹر نظام الدین ایس گور یکر کی نئی تصنیف طوطیان ہند کا اجراء کیا۔ ڈاکٹر رفیق زکریا صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ میں گوریکر صاحب اور ان کی علمی و ادبی زندگی سے بخوبی واقف ہوں۔ پروفیسر گوریکر ان چند اساتذہ میں سے ایک ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تصنیف و تالیف کے لئے وقف کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ گوریکر صاحب کی تحقیقات اور تالیفات سے ایران و ہند کے مابین ثقافتی روابط مزید مستحکم اور پائیدار ہو جائیں گے۔

پروفیسر گوریکر نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں نے اپنی اس تالیف کو سینٹ زیویرس کالج بمبئی کے نام سے معنون کیا ہے جہاں فارسی زبان و ادب کے شعبہ کے قیام کو امسال پورے سو سال ہو رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ہندی نژاد فارسی شعرا میں سے صرف تین مشہور شاعروں پر اکتفا کیا ہے۔ خسرو، فیضی اور غالب اور ان کے حالات زندگی اور فنی کمالات کا تجزیہ ان کے کلام کی مدد سے کیا ہے۔ ان تینوں کے منتخب کلام کے متن کو متعدد نسخوں سے مقابلہ کر کے صحت و ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے اور ہندوستانی عنصر کو اجاگر کرنے کی سعی کی ہے۔

• نامہ نگار



## حیدرآباد میں بابائے اردو اور سر سید کی برسی

حیدرآباد: یہاں اردو سبھا کے زیر اہتمام بابائے اردو مولوی عبدالحق اور سرسید احمد خاں کی برسی منائی گئی۔ ابتدا میں اردو کے نامور اور صاحب طرز ادیب شری مہندر ناتھ کے اچانک انتقال پر ایک تعزیتی قرارداد منظور ہوئی جس میں گہرے رنج و ملال کے اظہار کے ساتھ کہا گیا کہ مہندر ناتھ اعلیٰ پایہ کے افسانہ نگار اچھے انسان اور ہندوستان میں یکجہتی محبت و اتفاق کے علمبردار تھے اردو دنیا کے لئے ان کی موت ناقابل تلافی نقصان ہے

ادبی اجلاس میں شری ابوالفہیم وحید علی خاں نے مولوی عبدالحق اور شری احمد قادری ایم اے نے سرسید احمد خاں بانی علی گڑھ یونیورسٹی پر اپنے مضامین پڑھے آخر میں شعری نشست ہوئی جس میں نامور شعرائے کرام نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔

• راجہ علی راجہ صدر

## اردو رائٹرس کلب آسنسول کی افتتاحی ادبی نشست

آسنسول: اردو رائٹرس کلب آسنسول کی پہلی ادبی نشست کا افتتاح کرتے ہوئے تہسین واسطی صاحب نے آسنسول میں اردو رائٹرس کلب کے قیام کو وقت کی ایک اہم ضرورت سے تعبیر کیا۔ انھوں نے کہا "اس وقت ملک میں اردو کے سلسلے میں بڑے امید افزا حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ اس صورت میں ملک بھر میں ایسی فعال تنظیموں کی ضرورت ہے جو اردو کے کاز کو آگے بڑھانے میں مدد معاون ثابت ہوں۔"

انھوں نے کہا کہ مغربی بنگال میں کلکتہ کے بعد دوسرا ادبی مرکز آسنسول ہے۔ انھوں نے امید ظاہر کی کہ اردو رائٹرس کلب عنقریب نہ صرف آسنسول اور اس کے مضافات کی بلکہ پورے مغربی بنگال کے اردو بولنے والوں کی نمائندہ جماعت قرار پائے گی۔

اس کے بعد ادبی نشست منعقد ہوئی نشست میں پروفیسر مشتاق اعظمی نے "تاریک اجالا" طاہر رحیمی نے "کھویا پیار" اور ایم عالم نے "بہہ گئی دیں یہ خاک" کے عنوانات سے افسانے سنائے اور متعدد نامور شعراء نے اپنا کلام پیش کیا۔

• مشتاق اعظمی، سکریٹری

## بزم سخن بھوپال میں یوم غالب

بھوپال: بزم سخن کے زیر اہتمام غالب کی یاد میں عوامی پیمانے پر ایک معیاری نثری اور شعری مجلس محکمۂ آثار قدیمہ کے اعلیٰ افسر یوسف کمال بخاری کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

پہلے دور میں مرزا غالب کے نثری اور شعری فن پاروں سے بحث کی گئی۔ "غالب اور جدید حسیت" کے عنوان سے جناب منصور عمرانی نے ایک فکر انگیز مقالہ پڑھا جس میں ایک صدی کے مختلف ادبی اور ادبی تحریکات کا ذکر کیا۔ "جدیدیت کا پیشرو غالب" کے عنوان سے شجاع فرحی نے ایک مقالہ پڑھا۔

"جشن غالب" کے عنوان سے طنز و مزاح سے بھرپور ایک انشائیہ مشہور طنز نگار عبدالاحد خاں نے پیش کیا۔ تقریب کے دوسرے دور میں غالب کے مصرعہ

"پرتو سے آفتاب کے ذرے میں جان ہے"

پر طرحی مشاعرہ ہوا جس میں تقریباً ۵۰ نامور شعراء نے اپنے کلام سنا کر سامعین سے داد و تحسین حاصل کی۔

• صابر نیازی۔ جنرل سکریٹری

(صفحہ ۱۲ سے آگے)

نکل کے جائے کہاں راستے تھے سب مسدود
ہمارے گرد بدن کا حصار ایسا تھا
کبھی سلیقے سے لکھی نہ مدحِ عارض و لب
میں سادہ لوح بھی رنگیں نگار ایسا تھا

---

نہ پوچھ! مجھ کو خود اپنے سے پیار جیسا تھا
ہر آئینے سے تعلق غبار جیسا تھا
ترے قریب بھی رہ کر یہی ہوا محسوس
کہ لمحہ لمحہ شبِ انتظار جیسا تھا

---

ہم بھی جب تک جیئے سرسبز ہی سرسبز رہے
وقت نے زہر اتارا تھا بدن میں ایسا
ہر خزاں میں جو بہاروں کی گواہی دے گا
ہم بھی چھوڑ آئے ہیں اک شعلہ چمن میں ایسا

یہ چند اشعار بغیر کسی تلاش بسیار کے پیش کئے گئے ہیں، شفا کے یہاں ایسے اشعار کی کمی نہیں، ان کی غزلوں میں ایک شعر دوسرے سے گتھا اور جڑا ہوا ہوتا ہے۔ غزل میں تسلسل اور تاثر کا یہ اہتمام جدید غزل کا خاصہ ہے شفا کے یہاں یہ شعورِ احساس روایت اور کلاسکیت کے فانوس میں چھپ کر بھی مدھم نہیں ہوا۔

شفا کی رباعیات میں بھی وہی خصوصیات ملتی ہیں جو ان کی غزل سے مخصوص ہیں۔ یہ شاعری آج کل مشاعروں میں گائی اور پسند کی جانے والی روایت زدہ شعریت و تغزل سے بھی مختلف ہے اور جدید تر تجربات کی افراط و تفریط سے بھی محفوظ ہے۔

کتابت، طباعت، کاغذ سب سے نفاست اور سلیقے کا اظہار ہوتا ہے، اپنی شاعری کی پیش کش میں بھی شفا نے اپنی تخلیقات کی طرح داخلی اور خارجی دونوں پہلوؤں میں ہم آہنگی اور توازن کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس شاعری کی روح اور لباس دونوں میں رکھ رکھاؤ اور تراش خراش کا اہتمام ہے۔

---

اصغر عباس

## بیداریِ وطن

کرشن گوپال مغموم

پی۔ کے پبلیکیشنز۔ دہلی

دس روپے

سیاسی اور ہنگامی نوعیت کی شاعری کو اکثر لوگ تضیع اوقات سمجھتے ہیں کیونکہ اس کا موضوع وقتی ہوتا ہے اور اس سے سیاسی کھینچا تانی کے زمانے میں لطف تو لیا جا سکتا ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسی شاعری اگر اس میں بھرپور طنز نہ ہو تو اپنا اثر کھو دیتی ہے۔ لیکن مغموم کی نظموں میں خاص بات یہ ہے کہ وہ سیاست کی آپا دھاپی میں بھی اپنے شعری پیکر سے غافل نہیں ہوتے ان کی نظموں میں الفاظ کا انتخاب اور مفہوم کے ساتھ ان کا آہنگ کس قدر دلکش اور خوش آہنگ ہے اس کا اندازہ بیداری وطن کی نظموں سے ہوگا۔ اس مجموعہ میں "وطنی اور جنگی ولولہ خیز اور ہیجان انگیز نظموں کے علاوہ ان منظوم تصانیف کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جو بنگلہ دیش کی آزادی سے تعلق رکھتی ہیں" یہی نہیں بلکہ گزشتہ پچیس برسوں میں ہمارا وطن جن منزلوں سے گزرا ہے اور یہاں سال بہ سال جو تبدیلیاں پیش آئی ہیں ان کے ادراک میں بھی اس مجموعے سے مدد ملے گی اور ان لوگوں کے لئے بھی یہ مجموعہ لطف سے خالی نہ ہوگا جو شاعری سے زندگی کے گیسو سنوارنے، بنانے اور سلجھانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

حضرت جوش ملسیانی اس مجموعہ کا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "یہ کتاب ہندوستان کی جنگ آزادی کی منظوم تاریخ ہے ایسی کتابوں کی اس دور میں ہی نہیں ہر دور میں ضرورت رہی ہے مبارک ہیں وہ شاعر جن کا اشہب قلم اس میدان میں جولانیاں دکھاتا اور گرد اڑاتا چلا جاتا ہے منزلیں گرد کی مانند اڑی جاتی ہیں۔"

کتاب کا گرد پوش ہندوستانی پرچم کے رنگوں سے تیار کیا گیا ہے۔

# تبصرے

## وحید اختر

### سفینۂ زرِ گل

فضا ابن فیضی

دانش کدہ پبلیکیشنز۔ مئو ناتھ بھنجن (یوپی)

قیمت: ۲۰ روپے اور ۱۵ روپے

فضا ابن فیضی اردو کے کہنہ مشق اور بہت زود نویس شعرا میں سے ہیں۔ بیس پچیس برس سے ان کا کلام رسائل و جرائد میں شائع ہوتا اور اہلِ نظر سے اپنے لہجے کی توانائی، فکر کی شگفتگی اور فنی منضبطی کی داد لیتا رہا ہے۔ جوش کی لفظیات کے اثر سے شعرا کا ایک ایسا گروہ سامنے آیا تھا جس نے ان کی جمالیاتی کیفیت اور شکوہ و جلال کو اپنے اسلوب کی اساس بنایا۔ ایسے شاعروں میں شور علیگ سب سے زیادہ انفرادیت رکھتے تھے۔ کم و بیش اسی زمانے سے فضا کی آواز اسی آہنگ کے ساتھ ابھری تھی۔ فضا کے یہاں جوش اور شور کے اسلوب میں تفکر کی جو ہلکی سی آنچ تھی، برسوں کے فنی ریاض سے نکھر سنوز کر وہ اب ان کا مخصوص طرزِ سخن بن چکی ہے۔ فضا نے آہستہ آہستہ ابتدائی اثرات سے اپنا دامن چھڑا لیا اور اب ان کی تخلیق کو علیحدہ پہچانا جا سکتا ہے۔ اسی لئے باوجود اس کے کہ ان کے اسلوب پر کلاسیکی روایت کا گہرا اثر ہے، وہ مجموعی طور پر قدیم نہیں معلوم ہوتے۔ انھوں نے شعوری طور پر شعر کے بدلتے ہوئے رجحانات سے خود کو ہم آہنگ رکھا ہے۔ وہ جمود و تعطل کا کبھی شکار نہیں ہوئے، اور اسی وجہ سے ان کے یہاں قدامت و روایت زدگی بھی نہیں ملتی۔ ان کی شاعری میں روایت کے توانا اور زندہ عناصر ہم عصر عہد کے شعور میں رچ بس کر تازگی و شگفتگی سے مالا مال نظر آتے ہیں۔

فضا نے نظمیں بھی لکھی ہیں، غزلیں بھی، رباعیات بھی اور قطعات بھی۔ وہ ایک قادر الکلام بسیار گو شاعر ہیں اور ہر صنف میں فنی دروبست کے لحاظ سے ممتاز رہتے ہیں۔ انھیں ہر صنف پر یکساں قدرت حاصل ہے۔ اس لئے ان کی شاعری کو نظم یا غزل کے خانوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں ان کی نظموں میں غزلیت کی اندرونی لہر ملتی ہے وہیں اُن کی غزلوں میں نظم کی سی فضا، تاثر کی وحدت اور پیکر تراشی کا وہ عمل ملتا ہے جو جدید دور کی نظم سے مخصوص ہے۔ اُن کے یہاں نظم و غزل کی تفریق محض کسی ہیئت کے انتخاب کی بنا پر ہی کی جا سکتی ہے بنیادی تخلیقی رویّہ اور شعری فضا کے لحاظ سے دونوں اصناف کو وہ اس طرح برتتے ہیں کہ ہیئت کے مخصوص تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ شاعر کا تجربہ، تفکر اور طرزِ احساس اپنی انفرادیت کو باقی رکھتا ہے۔

'سفینۂ زرِ گل' ان کی غزلوں کا پہلا مجموعہ ہے جس میں ایک حصّہ تقریباً پچاس صفحات پر مشتمل رباعیات کے لئے مخصوص ہے۔ وہ 'شعلۂ نیم سوز' کے عنوان سے اپنی نظموں کا علیحدہ مجموعہ ترتیب دے رہے ہیں۔

غزلوں میں ان کے یہاں کلاسیکی دروبست کے ساتھ لفظوں کو برتنے کا وہ سلیقہ ملتا ہے جو آج کل مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ اسی کے ساتھ ان کے یہاں وہ داخلی رویّہ بھی نمایاں ہے جو جدید غزل کو ہماری پوری غزل کی روایت سے منفرد کرتا ہے۔ کچھ غزلوں کے اشعار سے ان کی اس خصوصیت کا اندازہ ہو سکتا ہے ؂

داد و تحسین بھی نہ لی اور فنِ ہنر سے بھی گیا
اپنی تہ میں جو نہ اترا وہ گہر سے بھی گیا

تو بھی اب میرے لئے کچھ دنوں آوارہ بھٹک
جستجو میں تری میں اپنی خبر سے بھی گیا

ہم گھنے شہروں میں رہ کر بھی جلی دھوپ میں ہیں
ٹھنڈے سایوں کا وہ دلبستہ شجر سے بھی گیا

بے صدا ساتھ تھی ہر چند کہ رفتار اس کی
راستے بول پڑے خود وہ جدھر سے بھی گیا

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مالک انجمن ترقی اردو ہند علیگڑھ، پرنٹر و پبلشر سید تفضل حسین ایم اے نے لیتھو کو پریس علیگڑھ میں چھپایا اور دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علیگڑھ سے شائع کیا